تعارف و ترجمہ: جعفر بلوچ

مولانا محمد حسین آزاد کا ایک غیر مطبوعہ فارسی قصیدہ

مولانا محمد حسین آزاد (م ۲۲-جنوری ۱۹۱۰ء) کا زیرِ نظر فارسی قصیدہ امیر شیر علی خاں والیِ افغانستان کی مدح میں ہے۔ امیر موصوف ابدالیوں کی بارک زئی شاخ کے چشم و چراغ اور امیر دوست محمد خان کے فرزندِ ارجمند تھے۔ باپ کی وفات کے بعد ۱۸۶۳ء میں تخت نشین ہوئے۔ اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کی مخالفت کی وجہ سے انھیں بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ ۱۸۶۷ء میں اُن کے پاس صرف بلخ اور ہرات کے دو صوبے باقی رہ گئے۔ آخر کار ایک طویل کش مکش کے بعد ۱۸۶۸ء میں وہ پھر تختِ کابل پر متمکن ہوئے۔ ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۹ء) میں ارل میو (Earl Mayo) گورنر جنرل (وائسرائے) ہند کی دعوت پر امیر شیر علی خاں ہندوستان آئے۔ اس سلسلے میں انبالہ میں ایک عظیم الشان دربار منعقد ہوا۔

حضرت جمال الدین افغانی لکھتے ہیں۔

"(انبالے میں) فرنگیوں نے اُس پرانے اور جھوٹے عہد نامہ کی یاد دہانی کرائی جو امیر دوست محمد خاں کے ساتھ قرار پایا تھا۔"[1]

انگریز چاہتے تھے کہ کابل میں انھیں اپنا ایک ایجنٹ مقرر کرنے کی اجازت مل جائے۔ امیر شیر علی خاں ایک جسور و غیور حکمران تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے ملک پر فرنگی استعمار سایہ فگن ہو۔ اُن کی یہ جرأت کیشی انگریزوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ چنانچہ جلد ہی لارڈ لٹن کی وائسرائلٹی کے زمانے میں امیر کے خلاف جنگ چھیڑ دی گئی، جنگ چھیڑنے کی فوری

---

[1] میرا وطن از جمال الدین افغانی مترجمہ صائب عاصمی ص ۱۳۵

وجہ یہ ہوئی کہ جولائی ۱۸۷۸ء میں روسی مشن کا کابل میں شان دار استقبال کیا گیا، لیکن کچھ مدت بعد جب انگریزوں نے اپنا مشن بھیجا تو اسے سرحد عبور کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ بقول سید جمال الدین افغانی انگریزی مشن کو روکنے کی وجہ یہ تھی کہ "انگریزوں نے وہ رقم نہیں بھیجی تھی جو ماہوار مقرر تھی"۔ ؎۲

کیونکہ افغانستان میں داخلی طور پر استحکام نہ تھا، اس لیے جنگ میں انگریزی فوجیں غالب آئیں اور دسمبر ۱۸۷۸ء میں امیر کو تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا۔ ان حالات میں امیر نے بخارا کا رخ کیا۔ ہجوم آلام سے ان کی صحت بگڑ گئی اور وہ خناق کے مرض میں مبتلا ہو کر مزار شریف (بلخ) میں وفات پا گئے۔ ان کے بعد انگریزوں نے ان کے بیٹے یعقوب خان کو، جو اس وقت کابل میں زیر حراست تھا، رہا کر کے امیر کابل بنا دیا۔ بقول سید جمال الدین افغانی امیر شیر علی خاں "ایک خلیق اور رحم دل انسان تھا جس نے اپنے حسن اخلاق سے لوگوں کے دل مٹھی میں کر رکھے تھے اور رعایا اسے محبوب سمجھتی تھی"۔ ؎۳

زیرِ نظر قصیدہ انبالے میں امیر موصوف کی تشریف آوری کے موقع کی مناسبت سے کہا گیا اور اس میں ہندوستان کی انگریزی اور افغانستان کی ابدالی حکومتوں کے خوش گوار سیاسی تعلقات پر اظہارِ مسرت کیا گیا ہے۔ یہ بات ابھی تحقیق طلب ہے کہ یہ قصیدہ دربار میں پیش کیا جا سکا یا نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ قصیدہ حضرت آزاد سے فرمائش کر کے لکھوایا گیا یا انھوں نے از خود لکھا۔ ممکن ہے ہندی و افغانی حکومتوں کے خوش گوار تعلقات کی روشنی میں حضرت آزاد افغانستان میں اپنے روشن تر مستقبل کی جھلک دیکھ رہے ہوں اور یہ قصیدہ انہی حسین اور خوابناک کیفیتوں کے زیر اثر لکھا گیا ہو۔ قصیدہ کے درج ذیل دو شعروں سے تو کچھ ایسی ہی بات مترشح ہوتی ہے:

الٰہی فریں کُن بہ حُسنِ سعادت
قِرانے کہ باہمقراناں یکے شُد

؎۲ ایضاً ص ۱۳۶

؎۳ ایضاً ص ۱۳۳

ہلاتا بہ مگزاری از دست آزاد
کہ دستت بدیں ہر دو داماں یکے شد

یہ قصیدہ امیر خسرو کے تتبع میں کہا گیا ہے۔ امیر خسرو کے قصیدے کا مطلع یہ ہے:

زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شد
زہے عہد خوش چوں دو پیماں یکے شد

امیر خسرو نے یہ قصیدہ حاکم بنگال بغرا خان ولد سلطان غیاث الدین بلبن، اور اس کے بیٹے کیقباد (حاکم دلی) کی صلح کے موقع پر کہا تھا۔ مولانا آزاد کا قصیدہ امیر خسرو کے متذکرہ قصیدے کی زمین میں ہے اور فارسی گوئی میں حضرت آزاد کی قدرت و مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قصیدے کی زبان حد درجہ سلیس اور شگفتہ ہے۔ یہ قصیدہ ہمیں آغا سلمان باقر ابن نبیرۂ آزاد نے اشاعت کے لیے رحمت فرمایا ہے، اس لطف و عنایت کے لیے ہم اُن کے سپاس گزار ہیں۔

مآخذ: ۱۔ میرا وطن از سید جمال الدین افغانی مترجمہ صائب عاصمی
۲۔ مختصر تاریخِ اسلام۔ مولانا غلام رسول مہر
۳۔ افغانستان مرتبہ کار پردازان کارخانہ پیسہ اخبار لاہور مطبوعہ ۱۹۰۹ء
۴۔ دربارِ آصف مرتبہ مولوی غلام صمدانی گوہر
۵۔ شعر العجم حصہ دوم۔ باب امیر خسرو

اب ذیل میں آزاد کا قصیدہ ملاحظہ فرمایئے، اس کے بعد اس کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔

۱۔ زہی عہد کو باد و پیماں یکے شد
زہی مُلک کو باد و سلطاں یکے شد

۲۔ زہی اتحادے کہ در ملک و دولت
زفرماں روایاں بفرماں یکے شد

۳۔ امارت پناہی و اندازشاہی
کنوں نظم بیں کش دو سلطاں یکے شد

۴- چه نیکو نظامی چه فرخ مقامی
که نظمش بهر چار ارکاں یکے شد

۵- فروغِ زمین و زماں تا چه باشد
که خورشید و ماهِ درخشاں یکے شد

۶- چه صورت چه معنی چه ظاهر چه باطن
تو گوئی که پیدا و پنہاں یکے شد

۷- زهی عهد و دولت زهی ملک و ملکت
که پیمانِ عهدش با یماں یکے شد

۸- ز پیماں چه گوئی ز ایماں چه جوئی
زباں بادل و جسم با جاں یکے شد

۹- بیا تا بجانت دهم ارمغانے
که پیمان شاهی ز شاهاں یکے شد

۱۰- همان مهد علیای فخر السلاطین
که حکمش بهر چار ارکاں یکے شد

۱۱- زهی ذی شکوهی که تارِ نقابش
بدیهیم فغفور و خاقاں یکے شد

۱۲- به لندن نشسته است و حکمش به گیتی
قضا را با مضای فرماں یکے شد

۱۳- ز نامش نشانے بعنوان نوشتم
طرازش بفرمان امکاں یکے شد

۱۴- ز شیلانِ عامش قلم زد صریرے
صلایش باقوام و ادیاں یکے شد

۱۵- ز فیضش قلم برگرفتست رسمی شگفتش بدریای عماں یکے شد

۱۶۔ ز ارکانِ دولت عجب بستہ نظمی
کہ با مطلع خاورستاں یکے شد

۱۷۔ ہمہ روشناں اند بر اوجِ کرسی
کہ یک یک بہ برجیس وکیواں یکے شد

۱۸۔ یکے نائب السلطنت زاں ارل میو
کہ فیضانِ عامش بہ نیساں یکے شد

۱۹۔ کلہ دارِ شاہی کہ پرِ کلاہش
بتاج و کلاہ تمر خاں یکے شد

۲۰۔ سکندر بحشمتِ ارسطو بحکمت
ز تیغش بسام و نریماں یکے شد

۲۱۔ دگر نیّرِ ہند مکلوڈ ذیشاں
کہ شانش بمہرِ درخشاں یکے شد

۲۲۔ زخُلقِ عمیمش شمیمے نوشتم
سوادش بمشکِ تتاراں یکے شد

۲۳۔ بدیں مدح کامد مرا وردِ جانم
ہمہ شام با بامداداں یکے شد

۲۴۔ کنوں می در آیم بداں بارگاہی
کہ گردش بہ گردونِ گرداں یکے شد

۲۵۔ وزاں پس بخوانم ثنا و دعائے
کہ از حسنِ دعوی بہ برہاں یکے شد

۲۶۔ ایا میر شیر علی خانِ خاناں
کہ یگرانِ ودودت بدوراں یکے شد

۲۷۔ چو تیغت بہ بحرِ وغا در فگندی ز طغیان آبش بطوفاں یکے شد

۲۸- تو آنی کہ ہنگامِ گوہر فشانی
دو دستت باابرِ بہاراں یکے شد

۲۹- تو آں شیر مردی کہ در صفِ ہیجا
گہِ حملہ ہابیت دو گیہاں یکے شُد

۳۰- ز سُم سمندت کہ بر خاست گردی
غبارش بہ کُحلِ صفاہاں یکے شُد

۳۱- بہ عالم امیدی بگیتی شہیدی
صلابت بافراد و اعیاں یکے شد

۳۲- تو شیرِ علی و علی شیرِ یزداں
تو با او چناں کو بہ یزداں یکے شد

۳۳- امارت پناہا شہا شہریارا
کہ حکمت باجرام و ارکاں یکے شُد

۳۴- دو دل چوں یکے شد دو صد کوہ کاہ است
عدو گو بصد کوہساراں یکے شُد

۳۵- جہاں را بدیں امن و حُسنش نگہ کُن
کہ از ہند تا انگلستاں یکے شد

۳۶- زیُمنِ قدومت شد ایں نکتہ حاصل
کہ ہندوستاں با خراساں یکے شُد

۳۷- تو خود میہمانی و خود میزبانی
دو خانہ بدولت پئے خاں یکے شد

۳۸- مگو بازدیدش کہ ہم میزبانت
ز فرطِ محبت بہ مہماں یکے شد

۳۹- یکے خواں یکے داں یکے بیں یکے گو کہ تثنیث اینجا بوُحداں یکے شد

۴۰۔ زفیض قدومت ہزاراں منافع
پئے شہری و شہر یاراں یکے شُد

۴۱۔ ہمیں باب پیوستہ گر باز ماند
ہمیدوں کہ مشکل بآساں یکے شُد

۴۲۔ دلاتاب بجے ریگِ دریا شماری
کہ با اُو یکے گشت و باآں یکے شد

۴۳۔ ختامِ کلام و دعا را یکے کُن
بہ آئیں خردش سروشاں یکے شُد

۴۴۔ الٰہی قریں کن بہ حسنِ سعادت
قرانے کہ باہمقداناں یکے شُد

۴۵۔ ہلا تا بہ مگذاری از دست آزاد
کہ دستیت بدیں ہر دو داماں یکے شد

۴۶۔ پئے سالِ تاریخ فکری بجا کُن
بہ نظمی کہ بانظم دوراں یکے شُد

۴۷۔ مبارک قراں بر دو صاحب قراں باد
ہمیں نکتہ از صد ہزاراں یکے شد
۱۲۸۵ھ

اب اس فارسی قصیدے کا اُردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ خوشا وہ زمانہ کہ دو عہدناموں کے ساتھ متحد ہے اور خوشا وہ مُلک کہ دو بادشاہوں کے ساتھ یکساں مربوط ہے۔

۲۔ کیا مبارک اتحاد ہے کہ ملک و سلطنت میں فرماں رواؤں کا ایک ہی فرمان جاری ہے (حالانکہ بقول سعدی دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے)

۳۔ ان دو فرماں رواؤں میں سے ایک (امیر شیر علی خاں) امارت پناہ ہے اور دوسرا (ارل میو) شاہی انداز رکھتا ہے لیکن حسن انتظام یہ ہے کہ دو بادشاہ گویا یک جان ہیں۔

۴۔ حسنِ انتظام اور سعادتِ مقام کا کیا کہنا کہ عناصرِ اربعہ اس انتظام میں یکساں منسلک ہیں۔

۵۔ اب اس جہان اور زمانے کی آب و تاب کتنی بڑھ جائے گی جب کہ سورج اور چاند ایک ہو گئے ہیں۔

۶۔ صورت و معنی اور ظاہر و باطن کا کیا پوچھتے ہو۔ جوشِ اختلاط سے پیدا و پنہاں میں فرق نہیں رہا۔

۷۔ یہ دور ملک اور حکومت خوش نصیب ہیں کہ ان کا رشتہ ایمان سے استوار ہو گیا ہے۔

۸۔ پیمان کا کیا کہتے ہو اور ایمان کی کیا پوچھتے ہو۔ زبان اور دل باہم متحد ہو گئے ہیں اور جسم و جاں ایک ہو گئے ہیں۔

۹۔ آ میں تجھے ایک تحفۂ جاں نواز دوں اور وہ یہ کہ بادشاہوں میں ایک عہد نامہ طے پا گیا ہے۔

۱۰۔ اس شان و شکوہ والی فخر السلاطین ملکہ (وکٹوریہ) کا کیا کہنا کہ جس کا حکم عناصرِ اربعہ پر یکساں چلتا ہے۔

۱۱۔ جس کا ایک تارِ نقاب چین اور ترکستان کے بادشاہوں کے تاجِ شاہی کے برابر ہے۔

۱۲۔ وہ لندن میں تشریف فرما ہے اور اس کا حکم رُوئے زمین پر قضا کی طرح جاری ہے۔

۱۳۔ میں نے اس کے نام کا ایک نشان عنوان میں لکھا ہے۔ اس کا حسنِ انتظام قدرت کے احکام کے مطابق ہے۔

۱۴۔ اس کا دسترخوان بلا لحاظ قوم و دین ہر ایک کے لیے کشادہ ہے۔ قلم اس بات کا اعلان کر رہا ہے۔

۱۵۔ اس کے فیض سے قلم کو استحکام نصیب ہوا ہے۔ شگافِ قلم روانی میں بحرِ عمان

کا مقابلہ کرتا ہے۔

۱۶۔ اس کے ارکانِ دولت کا نظم ونسق مشرق کی دمکتی صبحوں کی طرح ہے۔

۱۷۔ ان میں کا ہر کرسی نشیں بلندی اور آب وتاب میں زحل ومشتری کے مانند ہے۔

۱۸۔ ان میں سے ایک وائسرائے ارل میٹوؒ ہے جس کا فیضِ عام ابرِ نیساں کی طرح ہے۔

۱۹۔ اس کے سر پر کلاہِ شاہی ہے جس کا پیر تیمور خاں کے تاج وکلاہ کا ہم رتبہ ہے۔

۲۰۔ وہ شان وشوکت میں سکندر ہے اور دانائی میں ارسطو۔ بہادری میں وہ سام اور نریمان کا ہم پلہ ہے۔

۲۱۔ دوسرا نیرِ ہند میکلوڈؒ ہے کہ اس کی شان مہرِ درخشاں کی طرح ہے۔

۲۲۔ اس کا خلقِ عمیم خوشبو ہے اور اس کی طبع لطیف تاتاری ہرنوں کی کستوری ہے۔

۲۳۔ جب میں نے اس کی تعریف کو وردِ جان بنایا تو میری شام صبح کی طرح روشن ہو گئی۔

۲۴۔ اب میں اس بارگاہ کی طرف آتا ہوں جس کی خاک رفعت میں آسمان کے برابر ہے۔

۲۵۔ ازاں بعد میں اس کی ایسی ثنا و دعا لکھتا ہوں جو اپنے حسنِ دعویٰ کی بنا پر سراپا دلیل ہے۔

۲۶۔ اے میر شیر علی خانِ خاناں۔ تیرا دور ایک گھوڑا ہے۔ جو زمانے کے ساتھ قدم بقدم چل رہا ہے۔

۲۷۔ جب تو جنگ کے سمندر میں تلوار چلاتا ہے تو تیری تلوار کی آب (چمک)، تندی اور جوش کی وجہ سے طوفان بن جاتی ہے۔

۲۸۔ جب تو گوہر فشانی (سخاوت و مرحمت) کرتا ہے تو تیرے دونوں ہاتھ ابرِ بہار بن جاتے ہیں۔

۲۹۔ تو وہ شیر مرد ہے کہ میدانِ جنگ میں تیرے حملے کے وقت دونوں جہان سمٹ کر ایک ہو جاتے ہیں (موت وحیات کا فاصلہ ختم ہو جاتا ہے)

۳۰۔ تیرے گھوڑے کے سُموں سے اٹھنے والا گرد وغبار صفاہانی سرمے کی طرح ہے۔

۳۱۔ تو جہان کا سردار ہے اور جہان بھر میں معروف ہے۔ تیرا لطف وکرم عوام وخواص کے

لیے یکساں ہے۔

۳۲۔ تو علیؓ کا شیر ہے اور علیؓ اللہ کے شیر ہیں جس طرح وہ خدا سے ملے ہوئے ہیں اسی طرح تو ان سے ملا ہوا ہے۔

۳۳۔ اے امارت پناہ اور بادشاہ تیرا حکم اجرام فلکی اور عناصر اربعہ کے لیے یکساں ہے۔

۳۴۔ آج دشمن سو پہاڑوں کی طرح ہے تو کیا ہوا ؟ جب دو دل یک جا ہو جائیں تو دو سو پہاڑ بھی تنکے کی طرح ہو جاتے ہیں۔

۳۵۔ آج جہان کے امن وحسن پر نگاہ ڈالو کہ اس کا عمل ہند سے انگلستان تک یکساں ہے۔

۳۶۔ تیرے یہاں آنے سے یہ نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان اور خراسان ایک ہو گئے ہیں۔

۳۷۔ تو خود ہی مہماں ہے اور خود ہی میزباں۔ تیرے لیے دونوں گھر ایک سے ہیں۔

۳۸۔ بار دگر ملاقات کا تذکرہ کیسا ؟ فرطِ محبت سے تیرا میزباں مہمان سے یک جاں ہو گیا ہے۔

۳۹۔ ایک پڑھو، ایک سمجھو، ایک دیکھو، ایک کہو۔ کیوں کہ اب دوئی وحدت کے ساتھ مل کر ایک ہو گئی ہے۔

۴۰۔ تیرے آنے سے شہریوں اور شہر یاروں (بادشاہوں) کو یکساں طور پر ہزاروں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۴۱۔ یہ دروازہ اگر ہمیشہ کھلا رہے تو اس طرح مشکلات آسانیوں میں تبدیل ہوتی رہیں گی۔

۴۲۔ اے دل تو دریا کی ریت کے ذرات کو کب تک گنتا رہے گا۔ وہ ریت تو دریا سے مل کر دریا ہو گئی ہے۔ (یعنی ممدوح کے محاسن کا شمار محال ہے)

۴۳۔ اب اختتام کلام اور دعا کو ملا جلا دو کہ فرشتے بہ یک آواز آمین کہہ رہے ہیں۔

۴۴۔ الٰہی اس قِران کو جو ان ہمقرانوں کو میسر آیا ہے، حسنِ سعادت سے ہم کنار کر (یہ قرب موجب سعادت ہو)

۴۵۔ آزاد دونوں دامن تیرے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھنا انھیں چھوڑ نہ دینا۔

۴۶۔ ایسی مرصع نظم میں سالِ تاریخ کے لیے غور و فکر کر جو نظمِ دوراں کے ہم پلہ ہے۔

۴۷۔ دو صاحب قرانوں کو یہ ملاپ مبارک ہو۔ یہی نکتہ ہے جو سیکڑوں ہزاروں نکات میں یکتا ہے۔

مصرع "مبارک قران بر دو صاحبقراں باد" سے سالِ تاریخ ۱۲۸۵ھ برآمد ہوتا ہے۔

حواشی

۱۔ ملکہ وکٹوریہ۔ وفات ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء

۲۔ ارل میو (Earl Mayo) آئرلینڈ کا رہنے والا تھا۔ ۱۲ جنوری ۱۸۶۹ء میں گورنر جنرل (وائسرائے) بن کر ہندوستان آیا۔ امیر شیر علی خاں اسی کی دعوت پر انبالہ (ہندوستان) آئے۔ ۸ فروری ۱۸۷۲ء کو پورٹ بلیر (جزیرہ انڈیمان) پر عمر قید کی سزا کاٹنے والے ایک قیدی نے اسے قتل کر دیا۔ اتفاق سے قاتل کا نام بھی شیر علی خاں تھا اور وہ صوبہ سرحد کا باشندہ تھا۔

۳۔ میکلوڈ۔ سر ڈونلڈ فرائیل (Mcleod sir. Donald Friel) (۱۸۱۰-۱۸۷۲ء) ڈنکن میکلوڈ کا بیٹا تھا۔ کلکتے میں پیدا ہوا۔ ۱۸۱۴ء میں انگلستان آیا۔ ہیلی بری میں تعلیم پائی۔ ۱۸۲۸ء میں واپس کلکتے آیا۔ مختلف ماتحت عہدوں پر فائز رہنے کے بعد ۱۸۴۹ء سے ۱۸۵۴ء تک ریاست ہائے ورائے ستلج (مشرقی پنجاب) کا کمشنر رہا۔ ۵۸-۱۸۵۷ کے فسادات میں لاہور میں تھا۔ ۷۰-۱۸۶۵ء میں پنجاب کا لیفٹننٹ گورنر تھا۔

(دی کنسائز ڈکشنری آف نیشنل بیاگرافی۔ ص ۸۲۱)